https://farid.ps/articles/benjamin_netanyahu_supervillain_of_the_21st_century/ur.html

بینجمن نیتن یاہو - اکیسویں صدی کا سپر ولن

2025 میں بینجمن نیتن یاہو کی قیادت ایک عالمی بحران میں تبدیل ہو چکی ہے، جو تاریخی طور پر تشدد پر انحصار، اسٹریٹجک غلطیوں اور اقتدار کو برقرار رکھنے کی بے تاب کوششوں سے تقویت یافتہ ہے۔ یہ مضمون ان کے اقدامات کی رفتار کا جائزہ لیتا ہے: اسرائیل کی پرتشدد ابتدا سے لے کر 7 اکتوبر 2023 کے حملے کی غیر معمولیات، ان کی کم ہوتی حمایت، اور غزہ میں لاپرواہی سے بڑھتی ہوئی کشیدگی تک، جو کہ خفیہ جوہری خطرات کے ساتھ ہے۔ نیتن یاہو کی چالیں، جو ان کی اور ڈونلڈ ٹرمپ کی شخصیات سے متاثر ہیں، ایک تباہ کن تنازع کا خطرہ مول لیتی ہیں، جس کے لیے فوری بین الاقوامی توجہ کی ضرورت ہے۔

تاریخی بنیادیں: نکبہ اور صیہونی تشدد

1948 میں اسرائیل کی تشکیل، جسے نکبہ کے نام سے جانا جاتا ہے—7,50,000 فلسطینیوں کی جبری بے دخلی—ارگن اور لیہی جیسے صیہونی نیم فوجی گروہوں کے منصوبہ بند تشدد کا نتیجہ تھی۔ ان گروہوں نے برطانوی مینڈیٹ کو نشانہ بنایا، جو 1922 سے اقوام متحدہ کے فریم ورک کے تحت فلسطین پر حکومت کرتا تھا، تاکہ یہودی امیگریشن اور فلسطینی حقوق میں توازن رکھا جا سکے۔ 1920 کی دہائی میں، فلسطین کی آبادی تقریباً 90 فیصد عرب (مسلمان اور عیسائی) اور 10 فیصد یہودی تھی، لیکن 1917 کے بالفور اعلامیہ کے ذریعہ یہودی قومی وطن کے وعدے سے تحریک پکڑتے ہوئے، یہودی امیگریشن 1917 میں 60,000 سے بڑھ کر 1947 تک 6,00,000 ہو گئی۔ اس آمد کے ساتھ ساتھ زمین کی خریداری نے عربوں میں بے دخلی کا خوف بڑھایا، جس سے ناقابل حل تناؤ پیدا ہوا۔

مناخم بیگن جیسے رہنماؤں کی قیادت میں ارگن اور لیہی نے برطانوی راج کو ختم کرنے کے لیے دہشت گردی کا سہارا لیا۔ 1946 میں، ارگن نے یروشلم میں کنگ ڈیوڈ ہوٹل، ایک برطانوی انتظامی مرکز، کو بم سے اڑا دیا، جس میں 91 افراد ہلاک ہوئے، جن میں 41 عرب، 28 برطانوی اور 17 یہودی شامل تھے۔ 1948 میں، انہوں نے دیر یاسین میں 100 سے زائد فلسطینی دیہاتیوں، جن میں خواتین اور بچے شامل تھے، کا قتل عام کیا، جس نے بڑے پیمانے پر ہجرت کو جنم دیا اور مہاجرین کے بحران کو مزید گہرا کیا۔ انہوں نے 1948 میں اقوام متحدہ کے ثالث فولکے برناڈوٹ کو بھی قتل کیا، کیونکہ انہوں نے یہودی علاقے کو کم کرنے والا تقسیم کا منصوبہ پیش کیا تھا۔ ان کارروائیوں نے برطانیہ کو 1947 میں مینڈیٹ چھوڑنے پر مجبور کیا اور اقوام متحدہ کو 1949 میں

اسرائیل کو تسلیم کرنے پر آمادہ کیا، حالانکہ اسرائیل نے تقسیم کے منصوبوں، مہاجرین کی واپسی کے حقوق اور دیگر اقوام متحدہ کی شرائط کی تعمیل نہیں کی۔ سیاسی اہداف حاصل کرنے کے لیے تشدد کے استعمال کا یہ نمونہ نیتن یاہو کے قیادت میں اسرائیل کی موجودہ پالیسیوں میں گونجتا ہے، جو بین الاقوامی اصولوں اور انسانی ذمہ داریوں پر ریاستی تسلط کو ترجیح دیتا ہے۔

7 اکتوبر کا حملہ: غیر معمولیات اور اسٹریٹجک ناکامیاں

7 اکتوبر 2023 کو حماس کے حملے، جس میں 1,200 اسرائیلی ہلاک اور 251 افراد کو یرغمال بنایا گیا، نے اہم کمزوریوں کو بے نقاب کیا اور اسرائیل کی تیاری پر سوالات اٹھائے۔ نووا میوزک فیسٹیول، جو اصل میں اشکیلون کے قریب منعقد ہونا تھا، چند دن پہلے غزہ کی سرحد سے چند کلومیٹر دور ایک مقام پر منتقل کر دیا گیا، جو مسلسل تناؤ کی وجہ سے ایک ہائی رسک علاقہ تھا۔ حملے کے دن، فوجی تحفظ غیر معمولی طور پر کم تھا، غیر مستحکم سرحد کے قریب ہونے کے باوجود صرف ایک چھوٹی پولیس موجودگی تھی۔ جب حماس نے رکاوٹ کو توڑا، اسرائیلی فوج کا ردعمل تاخیر کا شکار ہوا، قریبی اڈوں سے فوج کو متحرک کرنے میں گھنٹوں لگے، جس نے حملہ آوروں کو کمیونٹیز اور فیسٹیول میں تباہی مچانے کی اجازت دی، جس میں سینکڑوں افراد ہلاک ہوئے۔

شواہد نے اس سانحے کو اور بڑھا دیا، یہ تجویز کرتے ہوئے کہ اسرائیل نے ہینبل ڈائریکٹو کا استعمال کیا—ایک متنازع پروٹوکول جو شہریوں کی جان کی قیمت پر بھی اغوا کو روکنے کے لیے ہے۔ زندہ بچ جانے والوں کے بیانات اور 2024 کی اقوام متحدہ کی تحقیقات سے پتہ چلا کہ اسرائیلی فورسز، جن میں ٹینک اور ہیلی کاپٹر یونٹس شامل تھے، نے حماس کے اغوا کو ناکام بنانے کے لیے اپنے ہی شہریوں پر گولی چلائی، جس سے فیسٹیول میں شریک افراد کی نامعلوم تعداد ہلاک ہوئی۔ یہ غیر معمولیات—فیسٹیول کی منتقلی، سیکیورٹی کی کمی، تاخیری ردعمل، اور ہینبل ڈائریکٹو کا استعمال—یا تو سنگین غفلت یا سخت جوابی کارروائی کو جواز دینے کے لیے جان بوجھ کر ترتیب دیے گئے عمل کی نشاندہی کرتی ہیں۔ اس وقت، نیتن یاہو اپنی عدالتی اصلاحات کی وجہ سے شدید ملکی بدامنی کا سامنا کر رہے تھے، جن کے بارے میں ناقدین کا کہنا تھا کہ وہ انہیں بدعنوانی کے الزامات سے بچانے کے لیے جمہوریت کو کمزور کر رہی ہیں۔ حملے نے ایک اتحادی نقطہ فراہم کیا، توجہ کو قومی سلامتی کی طرف موڑ دیا اور ان کی سیاسی پوزیشن کو مضبوط کیا، لیکن اس کی تباہ کن انسانی قیمت پڑی۔

نیتن یاہو کی کم ہوتی حمایت اور ٹرمپ کی توہین

مئی 2025 تک، نیتن یاہو کی اقتدار پر گرفت کمزور ہو رہی ہے۔ ملکی سطح پر، ایتامار بن گویر اور بیزالیل سموٹریچ جیسے انتہائی دائیں بازو کے رہنماؤں کے ساتھ ان کے اتحاد نے اعتدال پسندوں کو دور کر دیا ہے، جس سے ان کی عدالتی اصلاحات اور بدعنوانی

کے مقدمات کے خلاف احتجاج بھڑک اٹھے ہیں۔ 2019 سے جاری یہ مقدمات ان پر رشوت، دھوکہ دہی اور اعتماد کی خلاف ورزی کا الزام عائد کرتے ہیں، جن کی سزا سات سال تک کی قید ہو سکتی ہے۔ مجرم قرار دیے جانے کی صورت میں انہیں 1950 کے اسرائیلی نسل کشی قانون کے تحت مقدمہ بھی بھگتنا پڑ سکتا ہے، جو نسل کشی کے لیے سزائے موت کا حکم دیتا ہے، حالانکہ جدید اسرائیلی عدالتیں عمر قید کو ترجیح دیتی ہیں۔ بین الاقوامی سطح پر، بین الاقوامی فوجداری عدالت نے 2024 میں غزہ میں جنگی جرائم کے لیے گرفتاری کے وارنٹ جاری کیے، اور جنوبی افریقہ کے بین الاقوامی عدالت انصاف میں نسل کشی کے مقدمے نے اسرائیل کو مزید تنہا کر دیا ہے۔ اسرائیل کے اہم اتحادی ریاستہائے متحدہ میں عوامی رائے بدل گئی ہے، سروے 2023 کے بعد دس ہزاروں افراد کی ہلاکت کا باعث بننے والی ناکہ بندی اور بمباری مہمات کے خلاف بڑھتی ہوئی ناپسندیدگی کو ظاہر کرتے ہیں۔

نیتن یاہو کی صحت، ان کی عمر—75 سال—اور قیادت کے دباؤ سے متاثر، ان کی کمزوری کو بڑھاتی ہے۔ 12 مئی 2025 کو، ڈونلڈ ٹرمپ نے حماس کے ساتھ براہ راست بات چیت کر کے غزہ میں آخری معلوم زندہ امریکی یرغمال ایڈن الیکزینڈر کی رہائی کو یقینی بنایا، نیتن یاہو کو مکمل طور پر نظر انداز کرتے ہوئے، جس سے انہیں ایک اہم دھچکا لگا۔ امریکی ایلچی سٹیف وٹکاف کی سہولت کاری اور قطر اور مصر کی ثالثی سے طے پانے والے اس معاہدے نے نیتن یاہو کو ذلیل کیا، جن کے دفتر نے اس کا کریڈٹ لینے کی کوشش کی لیکن واضح طور پر حاشیے پر رکھا گیا تھا۔ اس اقدام نے نیتن یاہو کے جنگ بندی قبول کرنے سے انکار پر امریکہ کی مایوسی کو ظاہر کیا، جس میں رپورٹس تھیں کہ ٹرمپ نے فوجی امداد—اسرائیل کے لیے ایک اہم لائف لائن—کو کاٹنے کی دھمکی دی تھی۔ جواب میں، نیتن یاہو نے غزہ پر اپنے حملے کو تیز کر دیا، یہ غصے کا ایک پھٹ پڑنا تھا جو کنٹرول حاصل کرنے اور اقتدار کھو دینے کے قانونی اور سیاسی نتائج سے بچنے کی ان کی بے تابی کو ظاہر کرتا ہے۔

غزہ میں شدت اور سامسون آپشن: ایک خطرناک جوا

نیتن یاہو کا غزہ پر شدت اختیار کیا گیا حملہ، جسے مقامی لوگوں نے بمباری کی شدت میں بیس گنا اضافے کے طور پر بیان کیا، بے گھر افراد کے خیموں، ہسپتالوں اور اسکولوں کو نشانہ بناتا ہے، جس سے انسانی بحران مزید گہرا ہو گیا ہے۔ 16 مئی 2025 تک 71 دن کی ناکہ بندی نے تمام امداد کو کاٹ دیا ہے، جس سے غزہ کے 20 لاکھ رہائشیوں کے درمیان قحط پھیل گیا اور مارچ میں حملے کے دوبارہ شروع ہونے کے بعد سے ہزاروں افراد ہلاک ہوئے۔ یہ شدت امریکہ کی طرف سے فراہم کردہ ذخائر کو خالی کرنے کے لیے ڈیزائن کی گئی لگتی ہے، یہ ایک اسٹریٹجک اقدام ہے جو ٹرمپ کی امداد واپس لینے کی دھمکیوں کے باوجود امریکہ پر حمایت برقرار رکھنے کا دباؤ ڈالتا ہے۔ درست ہدف بنانے والی میزائلوں، توپ خانے کے گولوں اور دیگر ہتھیاروں کی تیزی سے کمی اسرائیل کو

کمزور بناتی ہے، خاص طور پر کیونکہ اس کے اقدامات نے علاقائی مخالفین کو مشتعل کیا ہے۔ ایران، حزب اللہ اور حوثیوں نے جوابی کارروائی کی ہے، حوثی میزائل حملوں نے اسرائیل کے مرکزی ہوائی اڈے کے قریب نشانہ بنایا اور ایران غالباً 2024 میں انقلابی گارڈ کمانڈر کے قتل کا بدلہ لینے کی کوشش کر رہا ہے۔

نیتن یاہو سامسون آپشن—اسرائیل کا آخری جوہری سہارا، جس میں تخمینہ شدہ 80-400 جنگی ہتھیار شامل ہیں—کے ساتھ براہ راست دھمکی دینے سے گریز کرتا ہے، لیکن ممکنہ طور پر سفارت کاروں کے ساتھ پس پردہ بات چیت میں اس کا اشارہ دیتا ہے۔ یہ اس کی اسٹریٹجک ابہام کی تاریخ کے مطابق ہے، جیسا کہ 2012 میں اقوام متحدہ میں ان کی تقریر میں، جہاں انہوں نے ایران کے جوہری پروگرام پر ایک سرخ لکیر کھینچی تھی۔ امریکی حکام جیسے مارکو روبیو کو یہ تجویز دے کر کہ ایک کمزور اسرائیل "ناقابل تصور اقدامات" کا سہارا لے سکتا ہے، نیتن یاہو مسلسل حمایت حاصل کرنے کا ہدف رکھتا ہے، خبردار کرتا ہے کہ امریکی امداد کا خاتمہ جوہری شدت کا باعث بن سکتا ہے۔ یہ دوہری حکمت عملی—ذخائر کو خالی کرنا اور سامسون آپشن کا اشارہ دینا—یا تو امریکہ کو عوامی رائے کے بدلاؤ کے باوجود حمایت برقرار رکھنے پر مجبور کرتی ہے یا علاقائی خطرات کے بڑھنے پر تباہ کن ردعمل کے لیے اسٹیج تیار کرتی ہے، جس سے عالمی اثرات کے ساتھ کثیر محاذ جنگ کا خطرہ ہوتا ہے۔

بحران کو چلانے والی شخصیات: نیتن یاہو اور ٹرمپ

نیتن یاہو کے اقدامات ایک ایسے رہنما کی عکاسی کرتے ہیں جو خطرہ مول لینے اور بقا کے لیے متعین ہے۔ ان کی تاریخ—اتحادیوں کی نافرمانی، 2024 میں ایران پر حملوں جیسے تنازعات کو بڑھانا، اور عالمی مذمت کے باوجود جنگ بندی کے تجاویز کو مسترد کرنا—اس کی ذاتی اور سیاسی بقا کو اخلاقیات پر ترجیح دینے کی خواہش کو ظاہر کرتی ہے۔ ان کے قانونی مسائل، صحت سے متعلق خدشات اور کم ہوتی حمایت اس بے تابی کو اور بڑھاتی ہے، جس سے وہ ایک خطرناک کھلاڑی بن جاتا ہے جو جیل سے بچنے کے لیے عالمی استحکام کو خطرے میں ڈالنے کے لیے تیار ہے۔ ٹرمپ کی شخصیت، جو جذباتی اور لین دین پر مبنی ہے، اس عدم استحکام کو ہوا دیتی ہے۔ ابتدا میں حمایت کرتے ہوئے، جنوری 2025 میں ہتھیاروں کی پابندیوں کو ہٹا کر، ٹرمپ مئی تک مایوسی میں بدل گیا، جیسا کہ ایلکزینڈر ڈیل اور سعودی عرب کے ساتھ معمول پر آنے پر ان کے فوکس سے ظاہر ہوتا ہے۔ امریکی عوامی رائے کے لیے حساس، جو اسرائیل کے اقدامات کی بڑھتی ہوئی مخالفت کر رہی ہے، ٹرمپ امداد کاٹنے کی دھمکی کو عملی جامہ پہنا سکتا ہے، خاص طور پر اگر وہ نیتن یاہو کی چیلنج کو ذاتی توہین سمجھتا ہے۔ یہ باہمی تعامل—نیتن یاہو کی منصوبہ بند شدت اور ٹرمپ کے غیر متوقع ردعمل—ایک بارود کا ڈھیر بناتا ہے جہاں غلطیاں ایک وسیع تر تنازع کو بھڑکا سکتی ہیں، ممکنہ طور پر جوہری شدت کو شامل کرتے ہوئے اگر اسرائیل کو وجودی خطرے کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

عالمی خطرہ جو فوری عمل کا تقاضا کرتا ہے

نیتن یاہو کی رفتار—اسرائیل کی پر تشدد ابتدا سے لے کر 7 اکتوبر کی غیر معمولیات، ان کی کم ہوتی حمایت، اور غزہ میں لاپرواہی سے بڑھتی ہوئی کشیدگی تک—انہیں شاید دنیا کے سامنے اب تک کا سب سے خطرناک سپر ولن قرار دیتی ہے۔ سامسون آپشن پر ان کے اشارے اور اسرائیل کے ذخائر کا خاتمہ ایک تباہ کن تنازع کا خطرہ مول لیتا ہے، جو ذمہ داری سے بچنے کی بے تاب کوشش سے چلتا ہے۔ بین الاقوامی رہنماؤں کو فوری طور پر اپنے انٹیلی جنس دفاتر سے مشورہ کرنا چاہیے اور اس بڑھتے ہوئے خطرے سے نمٹنے کے لیے ہنگامی منصوبے تیار کرنا چاہیے، اس سے پہلے کہ یہ دنیا کو افراتفری میں ڈبو دے۔